ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-04

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

شکیل امجد صادق
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو گورنمنٹ کالج اوکاڑا

اوکاڑا میں سفر نامہ نگاری کی روایت

Shakeel Amjad Sadiq*
Assistant Professor Department of Urdu, Govt. College Okara.

***Corresponding Author:**

The Tradition of Composing Travelogue in Okara

Travelogue pertains to and is included in such genre of Urdu literature which incorporates foreign literature, literature hunt, adventurous literature and travel diaries of other countries. These travelogues tend to highlight salient features of a particular country, it's literally environment, geography, socio-cultural values, economic and political situation alongside progress in respect of genres of literature. The purpose of writing a travelogue is to inform the readers about personal experiences and allied events. The actual purpose of a travelogue is to arouse longing to know more about alien land and narrate tales of a particular journey. Of allied types of such gener, the history of a Diary can be traced to 2nd century AD. A travelogue specifically comprises of events, expressions and particulars of a journey. Artistically, travelogue is a description which a traveller pens down either during the course of journey or at the end through his observations, feelings and at times at the instance of his heart. Therefore, the real motive of narrating a travelogue is not restricted to history, geography and living standards of a particular area. So with the passage of time, new innovations would be witnessed in connection with genre of travelogue.

Key Words: *Travelogue, Geography, Literally, Journey, Socio-Cultural.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-04

ماخذ تحقیقی مجلّہ

سفر نامہ کا شمار ادب کی ایک ایسی صنف میں ہوتا ہے جس میں بیرونی ادب، ادب کی تلاش بنی، مہم جویانہ ادب یا قدرتی لکھائی اور رہنمائے کتب اور دوسرے ملکوں کے اسفار شامل ہوتے ہیں۔ ان اسفار کے ذریعے وہاں کے ادب ماحول، جغرافیائی حالات، سماجی و ثقافتی اقدار، معاشی صورتحال یا اصنافِ ادب کی ترقی کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ سفر عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی مسافت کرنا کے ہیں۔ اس کو لکھنے کا مقصد قارئین کو اپنے تجربات و حوادث وواقعات سے آگاہی دینا ہوتا ہے۔ دراصل عام انسان کے اندر سفر نامے کا مقصد دیارِ غیر کے بارے مین جاننے کی خواہش و جستجو پیدا کرنا اور سفر کی داستان سنانا ہے۔ اس صنف کی ذیلی اقسام روزنامچہ کی تاریخ دوسری صدی تک جاتی ہے۔ ڈاکٹر اشفاق احمد ورک "اصنافِ نظم و نثر میں یوں رقمطراز ہیں:

> "سفر نامے کی صنف میں تمام اصناف کو اکٹھا کر دیا جاتا ہے۔ اس میں داستانوی طرز، ناول کی افسانہ طرازی، ڈرامے کی منظر کشی، آپ بیتی کا مزہ اور جگ بیتی کا لطف اور پھر سفر کرنے والا جزو تماشا ہو کر اپنے تاثرات کو اس طرح قلمبند کرتا ہے کہ وہ تحریر پُر لطف بھی ہو اور معاملہ افزا بھی۔"(۱)

سفر نامہ سفر کے تاثرات، حالات اور کوائف پر مشتمل ہوتا ہے۔ فنی طور پر سفر نامہ ایک بیانیہ ہے جو سفر نامہ نگار سفر کے دوران میں یا اختتام سفر پر اپنے مشاہدات، کیفیات اور اکثر اوقات قلبی واردات سے مرتب کرتا ہے اور اسے منصہ شہود پر لے آتا ہے۔ اگر ہم قدیم سفر ناموں کی کھوج میں نکلیں تو ہندوستان سے متعلق لکھے گئے سفر ناموں میں "سفر نامہ ہند" تک جا نکلتے ہیں۔ یونانی سیاح میگا سنتھر کا یہ سفر نامہ دنیا کے قدیم ترین سفر ناموں میں شمار کیا جاتا ہے۔ میگا سنتھر ۳۰۰ قبل مسیح میں ہندوستان کے مہاراجہ چندر گپت موریہ کے دربار (دارالسلطنت پٹنہ) میں بطور یونانی سفیر حاضر ہوا اور ہندوستان میں اپنے قیام کی روداد سفر نامے کی صورت میں لکھی۔ اس سے یہ گمان بھی غالب آتا ہے کہ سکندر اعظم نے ہندوستان پر حملہ کرنے کے لیے اس سفر نامہ سے معلومات لیں۔ پانچویں صدی عیسوی میں چین کا ایک سیاہ فام بدھ مت رہبانیوں کی نشانیوں کو محفوظ کرنے کی خاطر ہندوستان آیا اور واپس جا کر اپنی یادداشتوں کو سفر نامے کی شکل دی۔

ساتویں صدی عیسوی میں ایک اور چینی سیاہ ہیون ٹی سنگ ہندوستان آیا۔ اس نے اپنا سفر نامہ مرتب کرتے وقت انتظامی امور کے علاوہ پہلی ہندوستان کی عوامی زندگی کو اپنا موضوع بنایا۔ اس سفر نامے کا اولین اُردو ترجمہ "سفر نامہ ہیونگ ٹی شیانگ" کے نام سے پنجاب ریلیجئیس سوسائٹی لاہور نے ۱۹۰۹ء میں شائع کیا۔ اس سفر نامے کا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-04

دوسرا ترجمہ "ہندوستان میں چینی سیاہ کے خیالات" کے نام سے نیّر بُک ایجنسی مراد آباد نے شائع کیا۔ جس پر سنہ طباعت درج نہیں۔ اس سفر نامہ کے کُل صفحات ۲۹۸ ہیں۔ اس سفر نامے کا تیسرا ترجمہ "چینی سیاہ کا سفر نامہ" کے نام سے متروک بُک کمپنی لاہور نے ۱۹۲۰ء کے لگ بھگ شائع کیا۔ ایرانی سیاحوں میں اصفہان کا حکیم ناصر خسرو پہلا سیاح دکھائی دیتا ہے جو ۱۰۴۰ء تا ۱۰۵۲ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد قاہرہ، اسکندریہ، بیت المقدس، حلب بغداد، کربلا، نجف اشرف، کاظمین اور دمشق کی سیر و سیاحت میں مصروف رہا اور تقریباً ۹ ہزار میل کے سفری تجربات اور مشاہدات کو "دار المسافرین" کے نام سے قلمبند کیا۔

اس سفر نامے کا اُردو ترجمہ مولوی عبدالرزاق کانپوری نے کیا ہے۔ دوسرا مسلمان سیاح طنجہ مراکش کا باشندہ شیخ ابو عبداللہ المعروف ابن بطوطہ ہے۔ اس نے ۱۳۲۰ عیسوی میں اپنے سفر کا آغاز کیا اور حجاز، مصر، شام، عراق، ترکی، ایران، نجارہ، بدخشاں، افغانستان اور ہندوستان کے سفری تجربات و مشاہدات کو "عجائب الاسفار" کے نام سے قلمبند کیا۔ اس سفر نامے کا اولین اُردو ترجمہ پیرزادہ محمد حیات الحسن نے "سفر نامہ ابن بطوطہ" کے نام سے کیا ۔جو پہلی بار امرتسر سے ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔ اس سفر نامے کا تیسرا ترجمہ دورِ جدید میں رئیس احمد جعفری نے کیا ہے۔

مسلم سیاحوں میں ایک اور قدیم نام غرناطہ کے ابنِ جبر اندلسی کا ہے۔ جس نے ۱۱۸۵ء میں "ابن جبر کا سفر" کے نام سے سفر نامہ مرتب کیا۔ ہندوستان سے متعلق "تزک بابری" بھی قدیم سفر ناموں میں شمار ہوگا۔ اس کے ایک سے زائد تراجم سامنے آچکے ہیں۔ ہندوستان سے متعلق یورپی سیاحوں کے قدیم سفر ناموں میں مارکوپولو کا نام بہت نمایاں ہے۔ وہ لگ بھگ چالیس برس تک براعظم ایشیاء کی سیر و سیاحت میں مصروف رہا۔ وہ غیاث الدین بلبن کے عہد حکومت (۱۲۶۵ء تا ۱۲۸۷ء) میں چین سے مالا بار تک گیا اور کئی برس تک یہاں مقیم رہا۔

ہندوستان کی طرف بڑھنے والا دوسرا یورپی سیاح بارتھولو موڈاز ہے جس نے ۱۴۸۶ء میں پرتگالی بادشاہ کے حکم پر لزبن سے ہندوستان کی طرف سفر اختیار کیا اور افریقہ کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف بڑھا لیکن سمندری طوفان نے اس کے حوصلے پست کر دیے اور وہ واپس لوٹ گیا۔ ۱۴۹۲ء میں اسپین کے بادشاہ نے اس مہم کو سر کرنے کی خاطر کرسٹوفر کولمبس کو روانہ کیا لیکن کولمبس نے کسی غلط فہمی کی بنیاد پر جنوب کی بجائے مغرب کا رُخ کر لیا اور یوں امریکا دریافت ہوا۔ اس مہم کی تیسری کڑی ۱۴۹۸ء میں پرتگال کے بادشاہ کے حکم کے مطابق واسکوڈے گاما کا ہندوستان کی طرف سفر ہے۔ واضح رہے کہ ۲۸ مئی ۱۴۹۸ء میں جب واسکوڈے گاما، مالا بار

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-04

(ہندوستان) کے ساحلی علاقے پر اُترا تو اس کے ساتھ ایک سو ساٹھ دیگر افراد بھی تھے۔ واسکوڈے گاما اور اس کے دیگر ساتھیوں نے یہاں ایک برس تک قیام کیا۔

مرزا حامد بیگ اپنی کتاب "اُردو سفر نامے کی مختصر تاریخ" میں پہلے سفر نامہ نگار کا تعین یوں کرتے ہیں:

> "یونانی مؤرخ ہیروڈورٹس کو دنیا کا پہلا سفر نامہ نگار کہا جاتا ہے۔ جبکہ مغربی ادبیات میں سفر نامے کی روایت کا سراغ لگاتے ہوئے ہم تیرھویں صدی عیسوی تک ہی جاتے ہیں۔ جب برطانیہ کی اولین سفر نامہ نگار خاتون مارجری کیمپ جو صوفیانہ مسلک کی پابند تھی، تیرھویں صدی عیسوی میں یروشلم تک ہو آئی۔ پھر چوسر کی "کنٹربری ٹیپل" ہے۔[۲]

یوں سفر نامے کی تاریخ طویل ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ بھی ہوتی گئی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سفر نامے کی صنف نے کئی مدارج طے کیے۔ علامہ شبلی نعمانی نے انیسویں صدی کی آخری دہائی میں اسلامی ممالک کا سفر کیا۔ واپس آنے پر دوستوں کے اصرار پر سفر کے حالات تحریر کیے اور اُردو ادب میں ایک اہم سفر نامے "سفر نامہ روم و مصر و شام" کا اضافہ ہوا۔ دورِ حاضر کے سفر ناموں کے بارے میں خالد محمود یوں رقمطراز ہیں:

> "عصرِ حاضر کے سفر ناموں میں مختلف خصوصیات کے باوجود کچھ خامیاں بھی نظر آتی ہیں جو سفر نامے کی صداقتوں کو مجروح کرتے ہوئے اسے فکشن کی حدود میں داخل کر دیتی ہے۔ نئے سفر ناموں میں کہیں کہیں مبالغہ آرائیں اور اپنی ذات کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینا، اپنے نظریات پر بے جا اصرار کرنا جیسے عیوب پائے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اظہار کے وسیلے سے اس نے اُردو سفر نامے کو ایک قدم آگے ضرور بڑھا دیا ہے۔"[۳]

قیامِ پاکستان کے بعد اہم سفر نامہ نگاروں میں جلال الدین صدیقی، ڈاکٹر ریاض احمد ریاض، حکیم سعید، غلام ثقلین نقوی، جگن ناتھ آزاد، محمد حمزہ فاروقی، مسعود سلطان، بشریٰ رحمن، ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، ابن انشائ، بیگم اختر ریاض الدین، ممتاز مفتی، مستنصر حسین تارڑ، طارق محمود مرزا، عطاءاللہ قاسمی، محمود نظامی، جمیل الدین عالی، بلال مختار اور خواجہ احمد الیاس کے سفر ناموں کو مرکزی اور بنیادی مقام حاصل ہے۔

مستنصر حسین تارڑ کے بارے میں عمر بن ریاض یوں لکھتے ہیں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-04
ماخذ تحقیقی مجلہ

"مستنصر حسین تارڑ پاکستان کے مشہور سفر نامہ نگار ہیں۔ اب تک پچاس سے زیادہ کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ان کی وجہ شہرت سفر نامہ نگاری ہے۔ مستنصر حسین تارڑ پاکستان کے سب سے زیادہ پڑھے جانے والے ادیب ہیں۔"(۴)

ضلع اوکاڑا پاکستان کے زرخیز صوبے پنجاب کا ایک ضلع ہے۔ اس کا مرکزی شہر اوکاڑا ہے۔ یہ لاہور سے ملتان کی جانب ۱۳۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اوکاڑا تین تحصیلوں اوکاڑا، دیپالپور اور رینالہ خورد پر مشتمل ہے۔ ۱۹۸۲ء میں اوکاڑا کو ضلع کا درجہ دیا گیا۔ تعلیمی لحاظ سے ضلع اوکاڑا میں ۱۲ ڈگری کالجز، پانچ ہائر سیکنڈری سکولز، ۱۴ سیکنڈری سکولز، ۱۵۱ مڈل سکولز جبکہ ۱۲۵۷ پرائمری سکولز اور ایک یونیورسٹی موجود ہے۔

جب ہم اوکاڑا کے ادبی منظر نامے پر نظر دوڑاتے ہیں تو بڑے بڑے نام ہمارے سامنے آتے ہیں۔ برصغیر پاک وہند کے نامور شاعر اور کالم نگار ظفر اقبال کا تعلق بھی اوکاڑا سے ہے۔ اوکاڑا کے شعری منظر نامے پر ظفر اقبال کے بعد حفیظ صدیقی، اسلم کولسری، مسعود احمد، احمد جلیل، احمد ساقی، رانا غلام محی الدین، ڈاکٹر شفقت قاضی، مرزا حدید، اقبال صلاح الدین، رضا اللہ حیدر، سخن ور نجمی، کاشف مجید، بابو رجب علی، ندیم احسن شاہ، صابر رضوی، افتخار احمد، محمد حامد اور راقم الحروف جیسے لوگوں کے نام شامل ہیں۔ اوکاڑا کے افسانہ نگاروں اور ناول نگاروں میں علی اکبر ناطق اور سید گلزار حسنین جیسے لوگ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

اوکاڑا کی صحافت کو آفتاب اقبال، جنید سلیم، رفیع صحرائی، سلمان قریشی، ساجدہ صدیق اور راقم الحروف نے جلا بخشی۔ اوکاڑا کے ادیبوں نے سفر نامہ نگاری کی صنف میں بھی گراں قدر خدمات انجام دیں۔

حافظ پروفیسر منظور احمد (حافظ بصیر پوری) کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ ماہرِ تعلیم ہونے کے ساتھ ساتھ ممتاز عالمِ دین بھی تھے۔ آپ بیک وقت اردو، فارسی، عربی، پنجابی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ "اس دیار میں" حافظ بصیر پوری کا حج کا سفر نامہ ہے جو جون ۱۹۷۸ء میں معارف پرنٹنگ پریس سے چھپ کر سامنے آیا۔ یہ سفر نامہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ اسلوب کے اعتبار سے یہ سفر نامہ اپنی مثال آپ ہے۔ حافظ بصیر پوری کے بارے میں رضا اللہ حیدر یوں رقمطراز ہیں:

"حافظ صاحب کی حاضر دماغی کا نقش ذہن پر ثبت رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے ہمراہ کالج میں پڑھانے کا اتفاق ہوا، حافظ صاحب عالم با عمل ہیں، عالم، حافظ، صوفی ہونے کے ساتھ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-04
ماخذ تحقیقی مجلہ

ساتھ ادیب، شاعر، مقرر اور خوش اخلاق انسان ہیں۔ ان کی اس کتاب کے مطالعہ نے مجھ میں مزید اُن سے آشنائی پیدا کر دی۔"(۵)

سید گلزار حسنین اوکاڑا کے سر سبز و شاداب گاؤں مصطفی آباد کے سادات گھرانے میں ۱۹۵۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سنٹرل ماڈل سکول لاہور سے حاصل کی۔ ایف سی کالج سے گریجوایشن اور ایم اے معاشیات کیا۔ ۱۹۸۵ء میں سی ایس ایس کرنے کے بعد پاکستان آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس سروس سے منسلک ہو گئے۔ وہ مختلف محکموں میں خدمات سرانجام دینے کے علاوہ اکاؤنٹنٹ جنرل پاکستان اور اکاؤنٹنٹ جنرل آزاد کشمیر رہ چکے ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ اسلام آباد میں ڈائریکٹر جنرل آڈٹ کے عہدے سے ریٹائر ہوئے، دنیا کے تقریباً پینتالیس (۴۵) ممالک کی سیاحت کر چکے ہیں۔ ادب، تاریخ اور فلسفہ ان کے مطالعے کے خاص میدان ہیں۔ ادبی زندگی کا آغاز سفر نامے سے کیا۔ بعد ازاں افسانے لکھے، ان کی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

"رنگ برنگے شہر" سید گلزار حسنین کا سفر نامہ یورپ ہے۔ ۲۰۱۶ء تک اس سفر نامے کے پانچ ایڈیشن آچکے تھے۔ یہ سفر نامہ ۳۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس سفر نامہ کا دیباچہ سجاد احمد بھٹہ نے لکھا ہے اور اس سفر نامے کے سائیڈ فلیپ سید مبارک شاہ اور پروفیسر علی ارشد میر نے تحریر کیے ہیں۔ "رنگ برنگے شہر" کے بارے میں سید مبارک شاہ یوں رقمطراز ہیں:

"شاعری کو نثر کی کشید کہا جاتا ہے لیکن کبھی کبھی نثر شاعری کی کشید بن جاتی ہے۔ سید گلزار حسنین کی تحریر اس بات کا ثبوت ہے۔ اندازِ بیان اتنا پرکشش ہے کہ جب وہ قاری کو انسانی تمدن، فلسفہ اور یورپ کی رنگینیوں میں لے پھرتا ہے تو سیاح سے زیادہ ساحر لگتا ہے۔ ہنگری میں تاتاریوں کی خون آشامی، روم میں کلوزیم کے اندر انسان اور درندوں کی پیکار ماضی میں جا کھڑا کرتی ہے جنھیں پڑھتے ہوئے محسوس ہوا جیسے میں ان معرکوں کا جیتا جاگتا بلکہ مرتا ہوا کردار بن گیا ہوں۔ مصنف کے تاریخی شعور، معاشرتی مشاہدے اور طرزِ تحریر نے منظر نگاری کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بہتر ادیب وہ ہے جو سماعت کو بصارت دے۔ یہاں نہ صرف بصارت ہے بلکہ بصیرت بھی جو آنکھ کا مشاہدہ ہے تحریر اس کا بدل نہیں ہو سکتی۔" (۶)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-04

ماخذ تحقیقی مجلہ

پروفیسر محمد اکرم طاہر کا شمار نامور ماہرِ تعلیم میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی پڑھنے اور لکھنے میں گزار دی۔ آپ سچے عاشق رسول اور باعمل انسان تھے۔ آپ کو انگریزی زبان پر کامل دسترس تھی۔ سفر نامہ سے پہلے آپ دو کتابیں "Pleasing Voices"اور"پاکستان میں نظریاتی کشمکش "لکھ چکے تھے جن کو ادارہ علم و عرفان لاہور نے شائع کیا۔ "پھر نظر میں پھول مہکے" آپ کا حج اور عمرہ کا سفر نامہ ہے۔ یہ سفر نامہ مکتبہ معارف اسلامی نے ۲۰۰۹ء میں شائع کیا۔ اس سفر نامے کا پیش لفظ حافظ محمد ادریس ڈائریکٹر ادارہ معارف اسلامی، منصورہ لاہور نے لکھا۔ حافظ محمد ادریس رقمطراز ہیں:

> "زیرِ نظر حج نامہ "پھر نظر میں پھول مہکے" ایک ایسے شخص کا سفر حج ہے جو ادب و تاریخ کا طالبعلم ہے۔ عمر بھر انگریزی پڑھاتا، پنجابی بولتا اور اُردو پڑھاتا رہا ہے۔ اس کے اسلوبِ بیان میں روانی، سلاست اور بے ساختہ پن اس کے جذبوں کی سچی تصویر کشی اور ترجمانی کے باعث ہے۔ کہیں تکلف نظر نہیں آتا، مصنف اس صف میں جگہ بنانے میں کامیاب ہوا ہے جو حج کے سفر ناموں کے مصنفین نے صدیوں سے قائم رکھی ہے۔"(۷)

جنید ثاقب کا شمار اوکاڑا کے نوجوان ادباء میں ہوتا ہے۔ آپ گورنمنٹ کالج اوکاڑا میں اکنامکس کے اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ آپ اردو زبان وادب سے گہرا شغف رکھتے ہیں۔ "مکہ میں نیا جنم" آپ کا حج کا سفر نامہ ہے۔ یہ سفر نامہ اکتوبر ۲۰۱۰ء میں ایسکام کمپیوٹر اینڈ پرنٹرز دیپالپور روڈ اوکاڑا سے شائع ہوا۔ آپ کا دوسرا سفر نامہ "بھارت میں" طباعت کا منتظر ہے۔ "مکہ میں نیا جنم" کی خاصیت یہ ہے کہ یہ سفر نامہ اپنے اسلوب کے اعتبار سے سلاست، روانی اور جزئیات نگاری کی اپنی مثال آپ ہے۔ اس سفر نامے کا دیباچہ پروفیسر محمد اکرم طاہر نے تحریر کیا ہے۔ سفر نامے کے دیباچے میں محمد اکرم طاہر لکھتے ہیں:

> "مکہ میں نیا جنم حج کے سفر ناموں میں ایک نہایت قابل قدر اضافہ ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ سفر نامہ عمومی طور پر ذہنی غذا، فکری بالیدگی اور اخلاقی اصلاح کا باعث ہو گا۔"(۸)

"چند روز مصر میں" صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری کا سفر نامہ ہے۔ یہ سفر نامہ ۱۹۹۹ء کو پہلی بار شائع ہوا اور مئی ۲۰۱۰ء کو اشاعتِ دوم کے طور پر منظرِ عام پر آیا۔ یہ سفر نامہ اندازِ بیان کی طرفگی و شگفتگی، ابلاغ کی ایک خاص نہج جو اولیاء اللہ کی محبت و عقیدت سے منور ہے، کے حسین و جمیل نمونے ہیں جو قاری کے دل میں یقین کی قوت اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-04
ماخذ تحقیقی مجلہ

ایمان کی حرارت کو قائم رکھنے کے لیے کافی ہیں۔ انھوں نے اس سفر نامے کی اشاعت کرتے وقت مصر کے متبرک مقامات کی تصاویر کو سفر نامے کی زینت بنایا ہے جو قاری کی معلومات میں اضافے کا بہترین سبب ہیں۔

محب اللہ نوری کے سفر ناموں میں اسلوب کی بے شمار خوبیاں ملتی ہیں۔ انھوں نے سلاست، روانی، جدت اور قاری کی دلچسپی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ان کے سفر نامے کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

> "مجھے یہ کتاب دیکھ کر خوشی ہوئی کہ علامہ صاحب نے اسے سفر نامے سے زیادہ بزرگانِ دین اور ان کے تاریخی مقامات کا خوبصورت تذکرہ کر کے اپنا حقِ منصبی ادا کیا ہے۔ کچھ لوگ برصغیر بالخصوص اور پوری دنیا میں بالعموم پچھلی کئی دہائیوں سے صوفیائے کرام کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں حالانکہ عرب و عجم میں صحابہ کرامؓ کے بعد اسلام کی روشنی پھیلانے میں انھی نفوس قدسیہ نے جان و مال اور وطن کی قربانیاں دے کر دعوتِ دین کا فریضہ نبھایا۔"[۹]

"چند روز مصر میں" پڑھتے ہوئے ہمیں معلومات بھی ملتی ہیں اور انکشافات سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ اس سفر نامے میں سلاست بھی ہے اور قدرے ظرافت بھی، یہ سفر نامہ پڑھ کر کہیں بھی اکتاہٹ اور بوریت کا احساس نہیں ہوتا۔ اس سفر نامے کے بارے میں صاحبزادہ سید خورشید گیلانی یوں رقمطراز ہیں:

> "محترم صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری صاحب ۹۶ء اور ۹۸ء میں بالترتیب تین اور چھے دن مصر میں رہے لیکن ان کی قوت مشاہدہ کی داد دینی چاہیے کہ انھوں نے نو(۹) دن میں مصر سے وہ کچھ کشید کیا ہے جو بسا اوقات آدمی سال بھر کسی جگہ رہنے سے بھی حاصل نہیں کر پاتا۔۔۔ یہ بات طباعی، ذہانت، تیز نگاہی اور باریک بینی کے اوصاف کی آئینہ دار ہے۔"[۱۰]

"سفر محبت" محب اللہ نوری کا دوسرا سفر نامہ ہے جو بصیر پور شریف سے بغدادِ معلی تک کے واقعات پر مبنی ہے۔ یہ سفر نامہ ۲۰۰۲ء میں منصہ شہود پر آیا۔ ۲۰۰۵ء میں اس کی اشاعت دوم ہوئی اور ۲۰۲۲ء میں اشاعتِ سوم کے طور پر منظرِ عام پر آیا۔

اس سفر نامے کا پیش لفظ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر سابق ڈین اورنٹیل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور نے لکھا، وہ لکھتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-04

ماخذ تحقیقی مجلہ

"سفرِ محبت دراصل شہر بغداد کے حسین و جمیل مناظر اور شیریں و لذیذ یادوں کی روح پرور و دلنواز تصویر ہے جو نور صاحب کے قلم کا کرشمہ ہے۔ یہ سفر نامہ اب بغداد کی قدیم تاریخ اور جدید تمدنی مظاہر کا مرقع بن گیا ہے۔ شوخ و پُر کیف طرزِ نگارش، اپنی سہولت و روانی کے طفیل قاری کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور وہ خود کو بغداد کی قدیم تاریخی عمارات اور جدید تمدنی مظاہر کے سامنے کھڑا محسوس کرتا ہے۔"(۱۱)

"سرزمین انبیاء میں" (سفر نامہ شام و اردن) صاحبزادہ محب اللہ نوری کا تیسرا سفر نامہ ہے۔ یہ سفر نامہ اگست ۲۰۲۲ء میں چھپا۔ یہ سفر نامہ، سفر نامہ ہونے کے ساتھ ساتھ تاریخی و جغرافیائی معلومات کا بھی مرقع ہے۔ محب اللہ نوری خود سفر نامہ کے شروع میں لکھتے ہیں کہ:

"سرزمین انبیاء میں یہ روش اختیار کی گئی ہے کہ جن اخیار و ابرار کا ذکر آیا ہے ان کے اتباعِ رسول، زہد و تقویٰ، شریعت مطہرہ پر استقامت جیسے لائق تقلید پہلوؤں اور ان کی تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا جائے تاکہ قارئین کرام بھی ان کی راہوں کے راہی بنیں اور دارین کی سعادتوں سے بہرہ یاب ہوں۔ احقر نے شعوری طور پر اس امر کا التزام کیا ہے کہ سنی سنائی باتوں کی بنائے ہر بات مدلل ہو چنانچہ ۵۴۴ صفحات کی اس کتاب میں ۷۴۸ حوالہ جات آگئے ہیں۔۔۔ آخر میں الفبائی ترتیب کے مطابق مصادر و مراجع کی مکمل فہرست پیش کر دی گئی ہے۔ زیرِ نظر کتاب "سرزمینِ انبیاء میں" دراصل "سفر محبت" ہی کا دوسرا حصہ ہے۔"(۱۲)

"اویس قرنی کے دیس میں" (سفر نامہ یمن) صاحبزادہ محمد نعیم اللہ نوری کا سفر نامہ ہے۔ یہ سفر نامہ جون ۲۰۰۹ء میں منظرِ عام پر آیا۔ صاحبزادہ محمد نعیم اللہ نوری صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری کے فرزند ارجمند ہیں۔ انھوں نے جزئیات نگاری سے کام لیتے ہوئے سفر نامے میں متعدد مقامات کا نقشہ ایسے بیان کیا ہے جیسے قاری یہ مقامات حقیقت میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ انھوں نے اپنے سفر نامے میں صفحہ ۸۱ تا ۹۶ تک تصاویر لگائی ہیں جو یمن میں مقدس مقامات کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس سفر نامے کے بارے میں محمد محب اللہ نوری یوں رقمطراز ہیں:

"یمن کی تاریخی، روحانی اور علمی حیثیت کے پیشِ نظر اہلِ ایمان کو یمن سے گونہ گو محبت ہے۔ عزیزم محمد نعیم اللہ نوری کو جب یمن کے دینی ادارے "دارالمصطفیٰ" میں شروع

ہونے والے دورۂ تصوف میں شمولیت کی دعوت ملی تو احقر نے یمن جانے کی فی الفور اجازت دے دی۔ واپسی پر احباب کے اصرار اور میرے ایماء پر اپنے اس سفر کے بعض احوال رقم کیے جس کا بیشتر حصہ "نور الحبیب" میں قسط وار چھپ چکا ہے۔ اب یہ "اویس قرنی کے دیس میں" مکمل طور پر چھپ چکا ہے۔"(۱۳)

اُردو کے سفر ناموں میں محمد مصنب علی کا سفر نامہ "ماہِ مغرب (۱۸۷۱ء)' اولین سفر ناموں میں شمار ہوتا ہے۔ محمد عمر علی کا سفر نامہ "زادِ غریب (۱۸۸۰ء)" ، وزیر حسین کا "وکیل الغربا"، خواجہ حسن نظامی کا سفر نامہ "مصر، شام و حجاز (۱۹۱۱ء)" ، عبد الماجد دریا آبادی کا سفر نامہ "سفر حجاز"، مسعود عالم ندوی کا سفر نامہ "دیارِ عرب میں چند روز"، نسیم حجازی کا سفر نامہ "پاکستان سے دیارِ حرم تک"، ماہر القادری کا سفر نامہ "کاروانِ حجاز"، ممتاف مفتی کا سفر نامہ حج "لبیک" ، فرید پراچہ کا سفر نامہ "سفر شوق" اور سینکڑوں دوسرے سفر نامے اردو ادب کی زینت ہیں۔ حج کے ان سفر ناموں میں وعظ، تلقین اور دعوت و تذکیر کا جذبہ بھی کار فرما نظر آتا ہے اور حجاج کرام کی راہ نمائی کا احساس بھی موجود ہے۔

یوں کہا جاسکتا ہے کہ ہمارے نئے سفر نامہ نگاروں نے روایتی سفر ناموں اور حجاز ناموں کے فرسودہ لوازم کو یہ سوچ کر رد کر دیا کہ یہ فنی معلومات تو راہ نما قطب اور سیر و سیاست سے متعلق ادارے بھی فراہم کر سکتے ہیں۔ لہٰذا سفر نامے کا اول و آخر مقصد کسی علاقے کی تاریخ، جغرافیہ اور بود و باش سے متعلق کوائف جمع کرنا نہیں رہ گیا۔ یوں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سفر نامے کی صنف میں بھی نت نئی تبدیلی اور تازہ کاری دیکھنے کو ملے گی۔

حوالہ جات

۱۔ اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر: "اصنافِ نظم و نثر "سنگِ میل پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۱۵

۲۔ حامد بیگ، مرزا: "اردو افسانے کی مختصر تاریخ" عکس پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۱۴

۳۔ خالد محمود: "سفر نامہ ایک مباحث "القلم پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۸

۴۔ عمر بن ریاض: "پاکستان کے سفر نامہ نگار "لوحِ قلم پبلشرز، بہاولپور، ۲۰۰۴ء، ص ۴۴

۵۔ رضا اللہ حیدر: "یادداشتیں" معارف پرنٹنگ پریس، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۵۲

۶۔ مبارک علی شاہ، سید: (سائیڈ فلیپ) "رنگ برنگے شہر" سانجھ پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص ۳

۷۔ محمد ادریس، حافظ: (فلیپ) "پھر نظر میں پھول مہکے "مکتبہ معارف اسلامی، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۲

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-04

ماخذ تحقیقی مجلہ

۸۔ محمد اکرم طاہر (فلیپ)" مکّہ میں نیا جنم" ایس کام پرنٹنگ پریس، اوکاڑا، ۲۰۱۰ء، ص ۷

۹۔ محمد طاہر القادری، ڈاکٹر: (دیباچہ)" چند روز مصر میں" فقیہ اعظم پبلی کیشنز، اوکاڑا، ۲۰۱۰ء، ص ۱۲

۱۰۔ خورشید احمد گیلانی، سید: "چند روز مصر میں" فقیہ اعظم پبلی کیشنز، اوکاڑا، ۲۰۱۰ء، ص ۱۴

۱۱۔ ظہور احمد اظہر، ڈاکٹر: (دیباچہ)" سفر محبت "فقیہ اعظم پبلی کیشنز، اوکاڑا، ۲۰۲۲ء، ص ۱۰

۱۲۔ محب اللہ نوری: "سرزمینِ انبیاء میں "فقیہ اعظم پبلی کیشنز، اوکاڑا، ۲۰۲۲ء، ص ۶

۱۳۔ محب اللہ نوری: (فلیپ)" اویس قرنی کے دیس میں "فقیہ اعظم پبلی کیشنز، اوکاڑا، ۲۰۰۹ء، ص ۱۸